قرأت کا بیان

سوال: نماز میں یا غیر نماز میں قرآن کو ترتیب سے پڑھنے کا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو یا تلاوت بطریقِ معہود (خارجِ نماز معروف طریقہ سے) ہو دونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر عکس کرے گا گنہگار ہوگا۔ سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا دل اُلٹ دے۔

ہاں اگر خارجِ نماز ہے کہ ایک سورت پڑھ لی پھر خیال آیا کہ دوسری سورت پڑھوں وہ پڑھ لی اوراس سے اُوپر کی تھی تو اس میں حرج نہیں یا مثلاً حدیث میں شب کے وقت چار سورتیں پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے:

یٰسین شریف کہ جو رات میں پڑھے گا صبح کو بخشا ہوا اُٹھے گا۔

سورہ دخان شریف پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح اس حالت میں اُٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔

سورہ واقعہ شریف کہ جو اسے رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔

سورہ تبارک الذی شریف کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

ان سورتوں کی ترتیب یہی ہے مگر اس غرض کے لئے پڑھنے والا چار سورتیں متفرق پڑھنا چاہتا ہے کہ ہر ایک مستقل جدا عمل ہے اسے اختیار ہے کہ جس کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے پیچھے پڑھے۔ (ج6،ص239)

سوال: امام نماز میں بے ترتیب سورہ پڑھے تو اس پر کیا حکم ہے؟

جواب: امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گنہگار ہوا، نماز میں کچھ خلل نہیں۔ (ج6،ص239)

سوال: مقتدی کا امام کے پیچھے قرأت کرنا کیسا؟

جواب: مذہب حنفیہ دربارۂ قرأتِ مقتدی (مقتدی کی قرأت کے بارے میں حنفیہ کا مذہب) عدم اباحت (ناجائز) و کراہت تحریمیہ ہے۔

احادیث و آثار کہ اس باب میں وارد بے حد و شمار (ہیں)، یہاں خوفِ طوالتِ بیان بعض پر اقتصار (کیا جائے گا):

حدیث: سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذ صلّیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذاکبر

فكبروا واذاقرأفانصتوا ''یعنی جب تم نماز پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔ (صحیح مسلم، ج 1، ص 174، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث: سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''انما الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا '' هذا لفظ النسائي۔ یعنی امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی کہو اور جب قرأت کرے خاموش رہو۔ یہ نسائی کے الفاظ ہیں۔ (سنن النسائی، ج 1، ص 112، مکتبہ سلفیہ لاہور)

امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی صحیح میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

حدیث: ترمذی اپنی جامع میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ''من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرأن فلم يصل الا ان يكون وراء الامام '' یعنی جو کوئی رکعت بے سورہ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔ (جامع الترمذی، ج 1، ص 42، امین کمپنی دہلی)

هكذا رواه مالك في مؤطاه موقوفا (اسی طرح اس حدیث کو امام مالک نے مؤطا میں موقوفاً روایت کیا ہے)۔

اور امام ابو جعفر احمد بن سلامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الآثار میں اسے روایت کیا اور ارشادات سید مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرار دیا۔ حافظ ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''من صلى خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة'' یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ (مسند الامام الاعظم، ص 61، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی)

فقیر کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے رجال اس کے سب رجال صحاح ستہ ہیں۔

ورواه محمد هكذا مرفوعا من طريق اخر (اس کو امام محمد نے مرفوعاً دوسری سند سے روایت کیا ہے)۔

حاصل حدیث کا یہ ہے کہ مقتدی کو پڑھنے کی کچھ ضرورت نہیں امام کا پڑھنا کفایت کرتا ہے۔

حدیث: ''صلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالناس فقرأ رجل خلفه فلما قضى الصلوة قال ايكم قرأ خلفي ثلث مرات فقال رجل انا يا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من صلى خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة '' خلاصہ مضمون یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی، سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کس نے میرے پیچھے پڑھا، لوگ بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے، یہاں تک کہ تین بار بتکرار یہی استفسار فرمایا، آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے۔ ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔ (مسند الامام الاعظم، ص 61، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حدیث: ابو حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن حماد بن ابراهیم ان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه لم یقرأ خلف الامام لا فی الرکعتین الاولین ولا فی غیرهما "یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے غیر میں۔ (موطا امام محمد ص 100 آفتاب عالم پریس لاہور)

فقیر کہتا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضر و سفر میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لئے جانا اُن کے لئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا سے جو چال ڈھال ابن مسعود کی ملتی پائی کسی کی نہ پائی، خود حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "رضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد و کرهت لامتی ماکره لها ابن ام عبد" "میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جو عبداللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند کیا جو اُس کے لئے عبداللہ بن مسعود ناپسند کرے۔ (مجمع الزوائد ج 9 ص 290 دار الکتاب بیروت)

گویا ان کی رائے حضور والا کی رائے اقدس ہے اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ان کے سب شاگردوں کا یہی وتیرہ تھا۔

حدیث: سئل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه عن القرأة خلف الامام قال انصت فان فی الصلوٰة لشغلا سیکفیك ذلك الامام "خلاصہ یہ کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے در بارۂ قرأت مقتدی سوال ہوا، فرمایا خاموش رہ کہ نماز میں مشغولی ہے یعنی بیکار باتوں سے باز رہنا عنقریب تجھے امام اس کام کی کفایت کردے گا یعنی نماز میں تجھے لاطائل باتیں روا نہیں، اور جب امام کی قرأت بعینہٖ اُس کی قرأت ٹھہرتی ہے تو پھر مقتدی کا خود قرأت کرنا محض لغو ناشائستہ ہے۔

(موطا امام محمد ص 100 آفتاب عالم پریس لاہور)

فقیر کہتا ہے یہ حدیث اعلیٰ درجہ صحاح میں ہے اس کے سب رواۃ ائمہ کبار و رجال صحاح ستہ ہیں۔

اثر: ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم انه قال لم یقرأ علقمة خلف الامام حرفا لا فیما یجهر فیه القرأة ولا فیما لایجهر فیه ولا قرأ فی الاخریین بام الکتاب ولاغیرها خلف الامام ولا اصحاب عبداللہ جمیعا، یعنی علقمہ بن قیس کہ کبار تابعین و اعاظم مجتہدین اور افقہ تلامذہ سیدنا ابن مسعود ہیں امام کے پیچھے ایک حرف نہ پڑھتے چاہے جہری قرأت ہو چاہے آہستہ کی، اور نہ پچھلی رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے اور نہ اور کچھ جب امام کے پیچھے ہوتے اور نہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے (دیگر) اصحاب میں سے کسی نے (امام کے پیچھے) قرأت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(کتاب الآثار ص 16 ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

اثر: محمد فی الموطا اخبرنا بکیر بن عامر مرثنا ابرهیم النخعی عن علقمة بن قیس قال لان اعض علی جمرة احب الی من ان اقرأ خلف الامام ، یعنی حضرت علقمہ بن قیس فرماتے ہیں البتہ آگ کی چنگاری منہ میں لینا مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں۔ (موطا امام محمد، ص 100، آفتاب عالم پریس، لاہور)

اثر: محمد ایضا اخبرنا اسرائیل من یونس ثنا منصور عن ابراهیم قال ان اول من قرأ خلف الامام رجل یتهم ، یعنی ابراہیم بن سوید النخعی نے کہ رؤسائے تابعین وائمہ دین متین سے ہیں تحدیث وفقاہت ان کی آفتاب نیمروز ہے فرمایا پہلے جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا وہ ایک مرد متہم تھا۔ (موطا امام محمد، ص 100، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور)

حاصل یہ کہ امام کے پیچھے قرأت ایک بدعت ہے جو ایک بے اعتبار آدمی نے احداث کی۔

فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے رجال صحیح مسلم ہیں۔

حدیث: امام مالک اپنی مؤطا میں اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں" وهذا سیاق مالك عن نافع ان عبدالله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما کان اذا سئل هل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف امام فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال وکان عبدالله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما لایقرأ خلف الامام، " یعنی سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دربارۂ قرأتِ مقتدی سوال ہوتا فرماتے جب کوئی تم میں امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے قرأتِ امام کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے تو قرأت کرے۔

(مؤطا امام مالک، ص 68، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی)

نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ حدیث نہایت درجہ کی صحیح الاسناد ہے حتی کہ مالک بن نافع عن ابن عمر کو بہت محدثین نے صحیح ترین اسانید کہا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں" من صلی خلف الامام کفته قرأته " یعنی مقتدی کو امام کا پڑھنا کافی ہے۔ (مؤطا الامام محمد، ص 97، آفتاب عالم پریس، لاہور)

فقیر کہتا ہے یہ سند بھی مثل سابق ہے اور اس کے رجال بھی رجال صحاحِ ستہ ہیں، بلکہ بعض علماء حدیث نے روایت نافع عن عبیداللہ بن عمر کو امام مالک پر ترجیح دی۔

حدیث: امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں" حدثنا ابن وهب فساق باسناده عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنه سمعه یقول لایقرأ المؤتم خلف الامام فی شیء من صلاة " یعنی سیدنا زید بن ثابت

انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کرے یعنی نماز جہریہ ہو یا سریہ۔

(شرح معانی الآثار، ج 1، ص 151، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

حدیث: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ افاضل صحابہ وعشرہ مبشرہ ومقربانِ بارگاہ سے ہیں منقول ہے انھوں نے فرمایا'' وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ ''یعنی میرا جی چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں انگارہ ہو۔ (مؤطا للامام محمد، ص 101، آفتاب عالم پریس، لاہور)

حدیث: حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا'' لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا ''یعنی کاش جوشخص امام کے پیچھے قرأت کرے اُسکے منہ میں پتھر ہو۔ (مؤطا للامام محمد، ص 102، آفتاب عالم پریس، لاہور)

فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے بر شرطِ صحیح مسلم ہیں۔

الحاصل ان احادیث صحیحہ ومعتبرہ سے مذہب حنفیہ بحمد اللہ ثابت ہوگیا۔ (ج 6، ص 240 تا 246)

سوال: امام شافعی علیہ الرحمہ قرأت خلف الامام کے قائل ہیں، ان کے دلائل کا جواب کیا ہے؟

جواب: باقی رہے تمسکاتِ شافعیہ اُن میں عمدہ ترین دلائل جسے اُن کا مدارِ مذہب کہنا چاہئے حدیث صحیحین ہے یعنی ''لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب'' کوئی نماز نہیں ہوتی بے فاتحہ کے۔

جواب اس حدیث سے چند طور پر ہے یہاں اسی قدر کافی کہ یہ حدیث تمھارے مفید نہ ہمارے مضر، ہم خود مانتے ہیں کہ کوئی نماز ذات رکوع وسجود بے فاتحہ کے تمام نہیں امام کی ہو خواہ ماموم کی مگر مقتدی کے حق میں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کے لئے امام کی قرأت کافی اور امام کا پڑھنا بعینہٖ اس کا پڑھنا ہے۔ کما مر سابقا (جیسا کہ پیچھے گزر چکا) پس خلافِ ارشاد حضور والاتم نے کہاں سے نکال لیا کہ مقتدی جب تک خود نہ پڑھے گا نماز اس کی بے فاتحہ رہے گی اور فاسد ہو جائے گی۔

دوسری دلیل: حدیثِ مسلم ''من صلی صلاۃ لم یقرأفیھا بام القراٰن فھی خداج ھی خداج ھی خداج '' حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔

اس کا جواب بھی بعینہٖ مثل اول کے ہے نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلّم اور قرأت امام قرأتِ ماموم سے مغنی خلاصہ یہ کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ لاکھوں ہوں تمھیں اس وقت بکار آمد ہوں گی جب ہمارے طور پر نمازِ مقتدی بے امّ الکتاب رہتی ہو وھو ممنوع (اور یہ ممنوع ہے)۔

تیسری دلیل: حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''لا تفعلوا الابام القراٰن ''امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے

فاتحہ کے۔ (مسند احمد بن حنبل، ج5، ص322، دار الفکر بیروت)

اولاً یہ حدیث ضعیف ہے اُن صحیح حدیثوں کی جو ہم نے مسلم اور ترمذی ونسائی وموطائے امام مالک وموطائے امام محمد وغیرہا صحاح ومعتبرات سے نقل کیں کب مقاومت (مقابلہ) کرسکتی ہے، امام احمد بن حنبل وغیرہ حفاظ نے اس کی تضعیف کی، یحییٰ بن معین جیسے ناقدین جس کی نسبت امام ممدوح نے فرمایا جس حدیث کو یحییٰ نہ پہچانے حدیث ہی نہیں فرماتے ہیں استثنائے فاتحہ غیر محفوظ ہے۔

ثانیاً خود شافعیہ اس حدیث پر دو وجہ سے عمل نہیں کرتے:

ایک یہ کہ اس میں ماورائے فاتحہ سے نہی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو ضم سورت (سورت ملانا) بھی جائز ہے۔

دوسرے یہ کہ حدیثِ مذکور جس طریق سے ابوداؤد نے روایت کی بآواز بلند منادی کہ مقتدی کو جہراً فاتحہ پڑھنا روا اور یہ امر بالاجماع ممنوع

پس جو خود اُن کے نزدیک متروک ہم پر اُس سے کس طرح احتجاج کرتے ہیں۔

بالجملہ ہمارا مذہب مہذب بحمد اللہ حجج کافیہ ودلائل وافیہ سے ثابت، اور مخالفین کے پاس کوئی دلیل قاطع ایسی نہیں کہ اُسے معاذ اللہ باطل یا مضمحل کرسکے۔

مگر اس زمانہ پُرفتن کے بعض جہال بے لگام جنھوں نے ہوائے نفس کو اپنا امام بنایا اور انتظام اسلام کو درہم برہم کرنے کے لئے تقلید ائمہ کرام میں خدشات واوہام پیدا کرتے ہیں جس ساز وسامان پر ائمہ مجتہدین خصوصاً امام الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت اور جس بضاعت مزجات پر ادعائے اجتہاد وفقاہت ہے عقلائے منصفین کو معلوم، اصل مقصود ان کا اغوائے عوام ہے کہ وہ بیچارے قرآن وحدیث سے ناواقف ہیں جو ان مدعیانِ خام کار نے کہہ دیا اُنھوں نے مان لیا اگرچہ خواص کی نظر میں یہ باتیں موجبِ ذلت وباعثِ فضیحت ہوں۔ (ج6، ص246)

سوال: اعراب میں غلطی کرنے سے نماز میں کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب: خطائی الاعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین رحمہ اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ تو یہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔

اگرچہ علمائے متقدمین وخود ائمۂ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم درصورتِ فسادِ معنی (فسادِ معنی کی صورت میں) فسادِ نماز مانتے ہیں اور یہی من حیث الدلیل اقوی (دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوت والا ہے)، اور اسی پر عمل احوط واحری (اسی پر عمل میں زیادہ احتیاط ہے)۔ (ج6، ص248)